عوارف المعارف

مصنف: شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی

مترجم: حضرت شمس بریلوی

پروگریسو بکس

عمل ایک ساتھ نہیں بلکہ یکے بعد دیگرے اس میں آتے ہیں اور عمل وہی قلوب کا عمل ہے اور یہ عمل قلوب، عمل قالب کے علاوہ ہے- یہ اعمال قلوب اپنی لطافت و صداقت میں علوم کے ہم شکل اور ہم صورت ہیں- تمام نیتیں اور تمام وابستگیاں اور روحی تعلقات اور قلبی آداب اور تمام پوشیدہ اسراران اعمال سے عمل میں آجاتے ہیں اور اس طرح ایک علم سے ان کا دوسرا علم بلند ہو جاتا ہے اور اس طرح مطلع فہم پر نئی نشانیاں طلوع کرتی ہے- اس موقع پر مرے ذہن (سرباطن) میں یہ بات کھٹکتی ہے کہ مطلع سے یہ مراد نہیں ہے کہ صفائے فہم کے باعث کسی آیت کے دقیق معنی اور اس کے رازہائے سربستہ سے آگاہی حاصل ہو جائے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ مطلع کے معنی یہ ہیں کہ ہر ہر آیت پر صفائے فہم کے باعث شہود، متکلم پر طلوع کرے (اس کو مشاہدۂ ذات حاصل ہو) اس لئے کہ اس میں (یعنی صاحب فہم میں) اس کے اوصاف سے ایک وصف اور اس کی صفات سے ایک صفت بطور امانت رکھی گئی ہے پس اس طرح صاحب فہم کے لئے آیتوں کی تلاوت اور سماع آیات سے تجلیات نوع بہ نوع جلوہ فگن ہوتی ہیں اور اس کے لئے ایک ایسا آئینہ بن جاتے ہیں جو باری تعالیٰ کی عظمت و جلال سے خبر دیتے ہیں-

امام جعفر رضی اللہ عنہ کا قول

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا "کہ بیشک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے اپنے کلام میں متجلی ہوا لیکن وہ مشاہدہ نہیں کرپاتے"، پس ان تصریحات بالا سے ثابت ہوا کہ ہر ایک ایت کے لئے ایک مطلع ہے اور حد، حد کلام ہے اور مطلع حد کلام سے متکلم کے شہود کی طرف ترقی کرتا ہے- حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ وہ ایک بار نماز میں غش کھا کر گر پڑے، ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں تلاوت میں ایک آیت کو دہراتا رہا- دہراتا رہا- یہاں تک کہ پھر میں نے اس کو اس کے متکلم سے سنا- پس صوفی جب کہ اس کے لئے ناصیہ توحید کا نور چمکا اور اس نے وعدہ و وعید کو غور سے سنا اور اس کا دل ماسویٰ سے آزاد ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہوا تو اس وقت اس نے اپنی زبان یا غیر کی زبان کو تلاوت آیات میں شجر موسیٰ علیہ السلام⁽¹⁾ کی طرح پایا- اس درخت سے یہ خطاب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سنایا تھا- انی انا اللہ بیشک میں ہوں اللہ! تو اس وقت اس کا سماع اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا اور استماع بھی اس کا اللہ کی طرف تو گویا اس وقت اس کا سماع اس کا بصر اور اس کا بصر اس کا سماع اور اس کا علم اور اس کا عمل اس کا علم ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے آخر کو اول اور اول کو آخر کر دیا- اب ذرا اس بات پر غور کرو کہ جب اللہ تعالیٰ نے ذریات سے یہ خطاب فرمایا کہ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ⁽²⁾ تو اس وقت ان تمام ذریات نے یہ آواز نہایت صاف سنی تھی، اس کے بعد یہ ذریات برابر اصلاب و ارحام میں منتقل ہوتی رہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:- الذی یراك⁽³⁾ حین تقوم و تقلبك فی الساجدین ○ یعنی آپ کی ذریات کو ہم اصلاب اہل سجود میں بدلتے رہے کہ وہ آپ کے اجداد انبیاء کرام تھے، پس یہ

---

(1) شجر طور جس پر تجلی الٰہی کا ظہور ہو اور اس سے موسیٰ علیہ السلام نے یہ آواز سنی انی انا اللہ (2) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں- (3) وہ جو کہ دیکھتا ہے حالت قیام میں اور جو تجھے بدلتا رہتا ہے سجدہ کرنے والوں میں یعنی اہل سجدہ میں-